انسانی جان اور جسم کے خلاف جرائم کی سزا

اسلامی قانون میں

(۴)

ڈاکٹر عبد العزیز عامر

ترجمہ: معروف شاہ شیرازی

وہ قتل جو خطا کے حکم میں ہے ہم نے قتلِ خطا کی تعریف میں کہا تھا کہ اس میں ملزم اقدام ایک چیز کا کرتا ہے لیکن اس سے فعل یا ارادے میں غلطی ہو جاتی ہے اور اس طرح اس سے ایک جرم سرزد ہو جاتا ہے۔ اس صورت میں بہر حال فعل کا ارادہ تو پایا جاتا ہے۔ لیکن اگر ملزم کے دل میں کوئی قصد و ارادہ ہی نہ ہو اور قتل کا صدور بغیر کسی قصد کے ہو جائے اور مجرم کے فعل اور ہونے والے جرم کے درمیان رشتہ سببیت (RELATION OF CAUSE AND EFFECT) براہِ راست ہو تو یہ قتل جاری مجریٰ خطا ہو گا۔ قتل کی یہ قسم ہر لحاظ سے قتلِ خطا کی طرح ہے کیونکہ اس کا صدور بغیر کسی قصد و ارادہ کے ہوتا ہے[1]۔

مثلاً ایک شخص سوتے میں کروٹ بدلے اور دوسرا شخص اس کے نیچے دب کر مر جائے[2]، یا ایک شخص چھت

---

[1] الکاسانی ج ۷، ص ۲۷۱۔ لکھتے ہیں: "مثلاً سونے والا کسی آدمی پر کروٹ بدلے اور اُسے مار ڈالے۔ یہ قتل ہر لحاظ سے قتلِ خطا کے معنی میں آتا ہے کیونکہ اس کا صدور بغیر قصد و ارادہ کے مجرم کے بوجھ کی وجہ سے ہوا ہے۔" —— شرح الکنز، زیلعی ج ۶، ص ۱۰۱۔ لکھتے ہیں: "سونے والا کروٹ بدلے اور دوسرے کو مار ڈالے، یہ قسم قتلِ خطا نہیں ہے اس لیے کہ سونے والے نے کسی فعل کا ارادہ نہ کیا تھا لیکن چونکہ فعل کا صدور اسی سے ہوا ہے اس لیے اسے قتلِ خطا کی طرح قرار دیا گیا۔"

[1] الکاسانی۔ ج ۷، ص ۲۷۱۔ اس میں لکھا ہے: "یہ قتل کی وہ قسم ہے جو ہر لحاظ سے قتلِ خطا کے مفہوم میں آتی ہے اور وہ یہ کہ قتل براہِ راست ہو۔"

[2] الکاسانی ج ۷، ص ۲۷۱۔

پر سے گر کر دوسرے کے اُوپر جا پڑے اور اُسے مار ڈالے[1]، یا اس نے سامان اٹھا رکھا ہو اور وہ کسی شخص پر گرے اور وہ مر جائے، یا سامان کے گرنے کے بعد کوئی شخص اس سے ٹھوکر کھا کر گرے اور مر جائے۔ اس آخری صورت میں اگرچہ سامان لے کر راستے پر چلنا بذاتِ خود جائز کام ہے لیکن شرط یہ ہے کہ اس سے دوسرے کی سلامتی کو ضرر نہ پہنچے، جیسا کہ نشانے یا شکار پر تیر پھینکنے میں ضروری احتیاط لازم ہے[2]۔ پس قتل کی یہ صورت جاری مجری الخطاء میں اس لیے داخل ہے کہ قاتل جو بوجھ اٹھائے ہوئے تھا وہ مقتول پر پڑا اور وہ مر گیا اور اس طرح اس کے فعل اور مقتول کی موت کے درمیان سببیت کا تعلق براہِ راست قائم ہو گیا[3]۔ اسی نوع میں قتل کی یہ صورت بھی داخل ہے کہ ملزم کسی گاڑی پر سوار ہو اور اس گاڑی سے کوئی مر جائے۔ کیونکہ سواری کی حیثیت ایک آلے کی سی ہے جو ملزم کے ہاتھ میں تھا اور اس کی ٹکر یا بوجھ سے مقتول ہلاک ہوا۔ اس طرح ملزم کے فعل اور نتیجہ کے درمیان علاقۂ سببیت براہِ راست قائم ہو گیا۔ نیز اس وجہ سے بھی کہ مجرم اس بات کی قدرت رکھتا تھا کہ وہ احتیاط کر کے اس نتیجے کو روک لیتا[4]۔

قتل جاری مجری الخطاء ہر لحاظ سے قتل خطاء کے حکم میں ہے۔ اور اس کے احکام بھی وہی ہیں۔ یعنی دیت، کفارہ اور مقتول کی وصیت و میراث سے محرومی[5]۔ دیت اس لیے واجب ہے کہ یہ قتلِ خطا

---

[1] الکاسانی ج ۷، ص ۲۷۱۔

[2] شرح الزیلعی علی متن الکنز، ج ۶ ص ۱۴۶۔

[3] الکاسانی، ج ۷، ص ۲۷۱۔ اس میں لکھا ہے "مثلاً کوئی راستے میں تلوار یا اینٹ یا لکڑی اٹھا کر جا رہا ہو اور وہ اس کے ہاتھ سے گر جائے اور متضرر کو قتل کر دے، اس میں قتلِ خطا کا مفہوم موجود ہے، کیونکہ قتل براہِ راست مقتول کو اس کا ہتھیار یا اس کا سامان لگنے کی وجہ سے ہوا ہے"۔

[4] الکاسانی، ج ۷، ص ۲۷۲۔ لکھتے ہیں: "سوار شارعِ عام پر جا رہا تھا۔ اس کی سواری نے ایک آدمی کو کچل دیا۔ چونکہ سواری اس کے قبضے میں ایک آلہ کی حیثیت سے تھی اس لیے یہ قتل بھی براہِ راست فعلِ ملزم کے نتیجے میں واقع ہوا"۔ شرح الکنز، زیلعی، ج ۶، ص ۱۴۹۔

[5] الکاسانی، ج ۷، ص ۲۷۱۔ لکھتے ہیں: "یہ قتل ہر لحاظ قتلِ خطاء کے مفہوم میں ہے۔ لہٰذا اس کے احکام بھی وہی ہیں جو خطاء کے ہیں یعنی کفارہ واجب ہونا، مقتول کی وصیت اور وراثت سے محرومی اور دیت"۔ شرح الکنز، زیلعی،

ہے۔ کفارہ، میراث اور وصیت سے محرومی اس لیے ہے کہ مجرم کے فعل اور قتل کے درمیان سببیت کا تعلق براہِ راست ہے[2]۔

قتل بالسببیت[3] قتل بالسببیت میں مجرم سے جو فعل سرزد ہوتا ہے وہ بذاتِ خود مباح ہوتا ہے، لیکن مجرم اس فعل میں جائز حدود سے تجاوز کر جاتا ہے۔ اگرچہ وہ اس کام میں ارتکابِ جرم کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا تاہم بغیر قصد و ارادہ اس کا یہ فعل قتل پر منتج ہوتا ہے۔ اس قتل میں مجرم کے فعل اور قتل کے درمیان براہِ راست تعلق نہیں ہوتا۔ حنفیہ قتل کی اس قسم کو قتل بالسببیت کہتے ہیں۔ اس لیے کہ ایک لحاظ سے یہ فعل قتلِ خطا کی تعریف میں آجاتا ہے اور ایک پہلو سے نہیں آتا۔ اگر اس پہلو سے دیکھا جائے کہ مجرم کے دل میں اس نتیجے کا کوئی ارادہ نہ تھا جو اس جائز فعل میں اپنے حدود سے تجاوز کرنے کی وجہ سے پیدا ہو گیا تو یہ قتل خطاء معلوم ہوتا ہے۔ لیکن دوسرے پہلو سے دیکھا جائے تو قتل خطاء اور اس میں فرق یہ ہے کہ قتلِ خطاء میں قتل براہِ راست فعلِ مجرم کا نتیجہ ہوتا ہے اور اس میں اس کے فراہم کردہ اسباب کی وجہ سے ہوتا ہے[4]۔

شوافع اور حنابلہ اُسے قتل خطاء ہی کی ایک شکل سمجھتے ہیں اور اسی میں داخل کرتے ہیں۔ کیونکہ قاتل اپنے فعل

ج ۶ ص ۱۰۱۔ لیکن مصری قانون میراث نمبر ۷۷، مجریہ ۱۹۴۳ء نے قتل جاری مجری الخطاء کو وراثت کا مانع نہیں قرار دیا۔ نیز قانونِ وصیت نمبر ۷۱، مجریہ ۱۹۴۶ء نے قتل جاری مجری الخطاء کے مجرم کے حق میں مقتول کی وصیت کو درست قرار دیا ہے۔ یہ دونوں باتیں امام مالکؒ کے مذہب کے مطابق ہیں۔

[1] الکاسانی، ج ۷، ص ۲۷۱، لکھتے ہیں: "دیت اس لیے واجب ہے کہ اس قتل میں غلطی موجود ہے اور قصد و ارادہ نہیں پایا جاتا۔"

[2] الکاسانی، ج ۷، ص ۲۷۱، لکھتے ہیں: "کفارہ کا وجوب اور میراث اور وصیت سے محرومی اس لیے ہے کہ قتل براہِ راست ہوا ہے اور بوجھ کی وجہ سے مقتول کی موت واقع ہوئی۔"

[3] قتلِ عمد کی تعریف میں ہم "اسبابِ قتل فراہم کرنے" پر بحث پہلے کر چکے ہیں۔ اس کے حکم اور اس کے بارے میں علماء کے درمیان اختلافات کے لیے دیکھیے بحث قتلِ عمد ترجمان القرآن ماہ جون ۱۹۶۸ء ص ۲۴ اور اس کے بعد۔

[4] الکاسانی، ج ۷، ص ۲۷۱۔ لکھتے ہیں: "یہ قتل کی وہ قسم ہے جو ایک لحاظ سے قتل خطاء کے مفہوم میں ہے۔ یعنی قتل کے اسباب فراہم کرنا"

میں جائز حدود سے تجاوز کر کے مقتول کی موت کا سبب بنتا ہے بغیر اس کے کہ اس کے دل میں قتل کا ارادہ ہو۔[1] اور یہی قتلِ خطاء کا مفہوم ہے۔

قتل کی اس قسم میں وہ تمام صورتیں داخل ہیں جو شارع عام میں کسی قسم کی مضرت رساں چیز وجود میں لانے کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ مثلاً کوئی شارع عام پر کنوآں کھودتا ہے اور دوسرا شخص اس میں گر کر ہلاک ہو جاتا ہے یا شارع عام پر وہ کوئی پتھر یا اس جیسی کوئی چیز رکھتا ہے جس سے مسافر ٹھوکر کھاتا ہے اور یہ اس کی موت کا سبب بن جاتا ہے۔ ان دونوں صورتوں میں مجرم نے ناجائز کام کیا، کیونکہ اس کے لیے یہ جائز نہ تھا کہ شارع عام میں کوئی ایسا کام کرے، جس سے لوگوں کے لیے راستہ غیر محفوظ ہو جاتے۔ لہٰذا ایسے حادثات کے نتیجے میں جو موت واقع ہو وہ قتل بالسببیت ہے۔ کیونکہ راستہ میں پتھر رکھنے والا یا کنواں کھودنے والا ہی اپنے اس ناجائز فعل کی وجہ سے قتل کا سبب بنتا ہے۔[2]

یا مثلاً کوئی شخص اپنے مکان کا کوئی حصہ اپنے حدود سے آگے بڑھاتا ہے اور اس کے ساتھ کوئی شخص ٹکرا کر مر جاتا ہے۔ اس صورت میں بھی مجرم نے تجاوزات کر کے ایک ناجائز فعل کا ارتکاب کیا ہے اور بغیر کسی

---

[1] الاحکام السلطانیہ، الماوردی، ص ۲۲۰، الاحکام السلطانیہ، ابو یعلی الحنبلی ص ۲۵۲، ۲۵۸۔

[2] السرخسی، ج ۲۷، ص ۶ اور اس کے بعد اور ص ۱۴۔ شرح الکنز، زیلعی ص ۱۰۱ اور ۱۰۲۔ الکاسانی، ج ۷، ص ۲۷۴۔ وہ لکھتے ہیں:

"مثلاً شارع عام میں کنوآں کھودا اور اس میں کوئی آدمی گر کر مر گیا۔ اگرچہ اس میں موت کا فوری سبب گرنا ہے لیکن مجرم اس صورت میں دیت دے گا، کیونکہ اس کا کنوآں کھودنا ہی مقتول کے اس میں گرنے کا سبب بنا۔" ص ۲۸۷ پر لکھتے ہیں: "اس نے پتھر یا لکڑی یا سامان راستے میں رکھا یا خود راستے میں آرام کی غرض سے بیٹھ گیا۔ ان میں سے کسی چیز سے کسی نے ٹھوکر کھائی اور گر کر مر گیا۔ ان صورتوں میں یہ شخص دیت ادا کرے گا مگر اس پر کفارہ نہ ہوگا۔ نہ وہ وراثت اور وصیت سے محروم ہوگا، کیونکہ اس نے براہِ راست قتل کا ارتکاب نہیں کیا۔" الاحکام السلطانیہ، الماوردی، ص ۲۲۰۔ الاحکام السلطانیہ، ابو یعلی، ص ۲۵۷۔

جائز حق کے شارع عام کو تنگ کر دیا لہٰذا اسے قتل کا باعث قرار دیا جائے گا۔[1]

یہی حکم اس شخص کا بھی ہے جو شارع عام پر کسی جانور کو ہانک رہا ہو یا اُسے لے کر چل رہا ہو اور یہ جانور کسی انسان کو کچل دے جس کے نتیجے میں اس کی موت واقع ہو جائے۔ یہ قتل بھی ہانکنے والے یا لے کر چلنے والے کے فراہم کردہ اسباب کی وجہ سے ہوا ہے لیکن اس نے مقتول کو براہ راست خود قتل نہیں کیا ہے[2]۔ (یہ صورت اس حالت سے مختلف ہے جس میں آدمی جانور پر سوار ہو اور اس سے کسی کی موت واقع ہو جائے، کیونکہ اس صورت میں سواری دراصل سوار کے ہاتھ میں ایک آلہ سمجھی جاتی ہے)۔ اسی نوعیت کے قتل کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ کوئی راستے پر بار برداری کے جانور لیے ہوئے چل رہا ہو اور کسی جانور کی پیٹھ پر سے کوئی چیز گر جائے اور اس سے کسی راہگیر کی موت واقع ہو جائے[3]۔ یہی حکم اس شخص کا ہے جو کسی جانور کو شارع عام پر چھوڑ دیتا ہے اور وہ کسی کو مار ڈالتا ہے[4]، یا مالک جانور کو شارع عام پر باندھ دیتا ہے اور یہ جانور کسی انسان کو زخمی کر دیتا ہے اور اس سے متضرر مر

---

[1] السرخسی، ج ۲۷، ص ۱۵۔ اس میں وہ لکھتے ہیں: "مثلاً کسی نے شارع عام پر بیت الخلا تعمیر کیا یا پرنالہ بنایا یا پانی گرنے کی جگہ بنائی یا دیوار کا پشتہ تعمیر کیا۔ ان چیزوں سے ٹکرا کر اگر کوئی مر جاتا ہے تو تعمیر کرنے والے کے عاقلہ پر دیت واجب ہو گی، کیونکہ اس نے اس کام میں جائز حدود سے تجاوز کیا اور شارع عام میں رکاوٹ پیدا کی"۔ الکاسانی ج ۷، ص ۲۷۸۔ الاحکام السلطانیہ، الماوردی ص ۲۲۰۔ الاحکام السلطانیہ، ابویعلیٰ، ص ۲۵۷۔

[2] الکاسانی، ج ۷، ص ۲۷۲۔ لکھتے ہیں: "سائق (ہانکنے والا) اور قائد (کھینچ کر لے جانے والے) کی صورت میں قتل بالسببیت ہوتا ہے"۔ ص ۲۸۰ پر لکھتے ہیں "ایک شخص شارع عام پر جانور کو لے کر چل رہا تھا یا ہانک رہا تھا، جانور نے اپنے ہاتھ یا پاؤں سے کسی کو کچل دیا، یا اسے ٹکر ماری یا اسے کاٹا تو وہ شخص نقصان کا ذمہ دار ہو گا.... راستے پر چلنا ایک جائز کام ہے لیکن اس کے دوران دوسروں کی سلامتی اور ایسے کاموں سے بچنا ضروری ہے جن سے بچا جا سکتا ہے۔ اور مذکورہ بالا امور ایسے ہیں جن سے بچنا ممکن ہے"

[3] السرخسی، ج ۲۶ ص ۱۸۹۔ لکھتے ہیں: "زین، لگام یا کوئی اور چیز مثلاً سامان وغیرہ جانور کے اوپر سے گر جائے اور اس سے کسی انسان کی موت واقع ہو جائے تو جانور کو چلانے یا ہانکنے والا ذمہ دار ہو گا، کیونکہ یہ ایسے حادثات ہیں جن کی روک تھام ممکن ہے"۔

[4] السرخسی ج ۲۶، ص ۱۹۰، لکھتے ہیں: "اس نے اپنے جانور کو راستے میں چھوڑ دیا اور اس نے اس شخص کو زخمی کیا جو اس

جاتا ہے[1]۔ کیونکہ ان دونوں صورتوں میں مجرم نے بغیر کسی نگرانی اور حفاظت کے، جانور کو شارع عام پر چھوڑ کر ایک ناجائز کام کیا جس سے لوگوں کو مضرت پہنچی اور اس کے نتیجے میں موت واقع ہوئی۔ چونکہ یہ قتل جانور کے مالک کی طرف سے فراہم کردہ اسباب کے نتیجے میں واقع ہوا ہے، براہ راست اس سے سرزد نہیں ہوا، لہٰذا قتل کی یہ قسم قتل بالسببیت قرار دی گئی

قتل بالسببیت اور قتلِ خطاء کے درمیان فرق | جو فقہاء قتل بالسببیت کو قتلِ خطاء سے جدا اور ایک مستقل قسم قرار دیتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اس قتل میں مجرم نے براہِ راست قتل کا ارتکاب نہیں کیا، البتہ وہ اس کا سبب ضرور بنا۔ اس کے برعکس قتلِ خطاء میں مجرم کا فعل براہِ راست شخصِ متضرر سے لاحق ہوتا ہے اور اس کا وہ فعل ہی موجبِ قتل ہوتا ہے۔ اسی طرح قتل جاری مجری الخطاء میں بھی قتل کا ملزم سے براہِ راست تعلق ہوتا ہے۔ مثلاً ایک شخص سوتے ہوئے کروٹ لے اور کسی شخص پر گرے۔ اس صورت میں دب کر مرنے والا اس شخص کے اپنے بوجھ سے مرتا ہے یا مثلاً ایک شخص کی سواری کے نیچے آ کر کوئی شخص مر جائے۔ اس صورت میں چلانے والا خود اس سواری پر موجود ہوتا ہے اور اسے چلا رہا ہوتا ہے۔ ایسے حالات میں کہا یہ جاتا ہے کہ یہ قتل براہِ راست مجرم کے فعل کا نتیجہ ہے یعنی مجرم کے فعل اور شخص متضرر کی موت کے درمیان کوئی دوسرا فعل واسطہ نہیں ہے لیکن قتل بالسببیت کی صورت اس سے مختلف ہے۔ اس میں مجرم کا فعل شخص متضرر سے بلاواسطہ لاحق نہیں ہوتا بلکہ مجرم کا فعل کسی دوسری چیز سے متعلق ہوتا ہے۔ مثلاً کنواں کھودنے کی شکل میں اس کا فعل زمین سے متعلق ہوتا ہے اور تعمیراتی تجاوزات کی صورت میں حصّہ عمارت سے متعلق ہوتا ہے۔ اس صورت میں زمین یا ان تجاوزات کے واسطہ سے

کے سامنے آیا، تو جانور کا مالک ضامن ہوگا۔ اسی طرح وہ شخص بھی ضامن ہوتا ہے جو جانور لے کر چلتا ہے، لیکن اس پر کفارہ نہ ہوگا کیونکہ وہ اُسے چلا کر لے جا رہا تھا۔"

[1] السرخسی ج ۲۶ ص ۱۹۰ لکھتے ہیں: "کسی نے شارع عام پر جانور کو کھڑا کیا۔ اس نے ہاتھ، پاؤں یا دُم سے کسی کو زخمی کیا، یا دانتوں سے کاٹا، یا اس کا پسینہ اور لعاب زمین پر گرا اور اس سے کوئی راہ گیر پھسل کر مر گیا تو اس کا تاوان اس جانور کے مالک کے عاقلہ پر ہوگا۔ اس لیے کہ وہ اس قتل کا سبب بننے میں جائز حدود سے تجاوز کر گیا تھا۔ کیونکہ شارع عام پر جانوروں کو کھڑا کرنا ممنوع ہے۔ لیکن اس پر کفارہ نہ ہوگا کیونکہ قتل کا ارتکاب اس کے ہاتھوں سے نہیں ہوا۔

جو قتل ہوتا ہے وہ براہِ راست مجرم کے فعل سے مقتول کی ذات پر وارد نہیں ہوتا۔ بلکہ اس میں مجرم دراصل قتل کا باعث اور سبب بنتا ہے۔ جو لوگ یہ رائے رکھتے ہیں ان کا مطلب یہ ہے کہ مجرم کے فعل اور اس سے حاصل شدہ قتل کے درمیان سببیت کا تعلق بالواسطہ ہے۔ اور قتلِ خطاء اور جاری مجری الخطاء کی صورت میں براہِ راست[1]۔ اسی فرق کی بنا پر وہ یہ حکم لگاتے ہیں کہ قتل کی اس صورت میں مجرم درحقیقت قاتل نہیں ہے کیونکہ وہ محض ایک ایسی چیز وجود میں لانے کی وجہ سے قاتل نہیں بن جاتا جو قتل کا سبب بنی ہو، اور نہ ہم مقتول کو وجودِ سبب کے بعد اور وقوعِ قتل سے قبل کے عرصے میں، مقتول کہہ سکتے ہیں۔ اس کی مزید تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ فرض کیجیے، کنواں کھودنے والا یا تجاوزات تعمیر کرنے والا یہ کام کرنے کے بعد مر چکا ہو، اور کسی شخص کے اس میں گرنے یا ان تجاوزات سے ٹکر کھا کر مرنے کا حادثہ اس کے بعد پیش آئے تو کیا ہم میت کو قاتل کہیں گے؟[2]

بخلاف اس کے جو لوگ اس تفریق کے قائل نہیں ہیں اور اس نوعیت کے قتل کو بھی قتلِ خطاء ہی میں شامل کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اس صورت میں بھی چونکہ قاتل اپنے فعل میں جائز حدود سے تجاوز کرتا ہے، یعنی بغیر ارادۂ قتل ایک غلط کام کر بیٹھتا ہے جس کے نتیجے میں بالآخر قتل واقع ہو جاتا ہے لہٰذا یہ قتل قتلِ خطاء ہی ہو گا اور اس کے احکام وہی ہوں گے جو قتلِ خطاء کے مرتکب کے ہوتے ہیں۔

تقابلی مطالعہ | یہ آخری رائے ہی موجودہ مصری قانونِ تعزیرات کے مطابق ہے، جس کی دفعہ ۲۳۸ میں کہا گیا ہے: "جس نے کسی کو خطاء سے قتل کیا یا اس کے قتل کا سبب بنا بغیر قصد و ارادہ کے ..."۔ یہاں الفاظ "اور یا سبب بنا" یہ ظاہر کرتے ہیں کہ یہ دفعہ ان تمام صورتوں پر مشتمل ہے جنہیں احناف قتل بالسببیت سے تعبیر کرتے ہیں۔ نیز یہ کہ مصری عدالتوں کے فیصلے اس پر متفق الرائے ہیں کہ بغیر قصد و ارادہ قتل کا سبب بنا قتلِ خطاء ہی ہے اور یہ کہ قتلِ خطاء جس طرح براہِ راست فعلِ مجرم کا نتیجہ ہو سکتا ہے اسی طرح بالواسطہ بھی ہو

---

[1] الکاسانی، ج ۷، ص ۲۷۲۔ شرح الکنز، زیلعی ج ۶ ص ۱۴۹۔ السرخسی، ج ۲۷، ص ۱۴۔ لکھتے ہیں: "قتلِ خطاء کے مرتکب کا فعل شخصِ متضرر سے لاحق ہوتا ہے۔ بخلاف اس کے کنواں کھودنے والے کا فعل زمین سے لاحق ہوتا ہے اور دوسرا شخص اس میں گر کر مرتا ہے۔ مجرم محض سبب بنتا ہے۔"

[2] السرخسی، ج ۲۷، ص ۶۔

سکتا ہے۔

مصری قانون کی محولہ بالا دفعہ میں قتل خطاء کی جن صورتوں کا ذکر ہوا ہے وہ یہ ہیں:

"مثلاً یوں کہ یہ قتل لاپرواہی، عدم احتیاط، غفلت، کوتاہی، بے توجہی، عدم حفاظت اور قواعد وضوابط کی عدم پابندی کی وجہ سے وقوع پذیر ہوتا ہے۔"

یہ پوری عبارت ایک ہی مفہوم کو مختلف طریقوں سے ادا کر رہی ہے، یعنی مجرم کے فعل میں کسی ایسی غلطی کا شامل ہونا جو نقصان دہ نتائج پر منتج ہو اور اس کی بنا پر وہ سزا کا مستحق ہو جائے، مگر مجرم نے خود ان نتائج کا قصد نہ کیا ہو جو اس کے فعل سے مترتب ہوئے۔ اسی چیز کو فقہاءؒ فعل میں خطاء یا ارادہ میں خطاء سے تعبیر کرتے ہیں، یا کہتے ہیں کہ یہ کسی کام کے کرنے میں جائز حدود سے ایسا تجاوز ہے جو حادثۂ قتل رونما ہونے کا باعث ہوا ہو۔ ان تمام تعبیروں سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ قتلِ خطاء اور قتل بالسببیت میں فقہاء کے نزدیک دو باتیں مشترک ہیں: فعل میں غلطی اور تعصب کی شمولیت، اور فعل کا ارادۂ قتل سے خالی ہونا۔[1]

میں قتلِ خطاء کے بارے میں ان فقہاء کی رائے سے اتفاق رکھتا ہوں جنہوں نے حنفیہ کی رائے سے اختلاف کیا ہے۔ میرے خیال میں قتل بالسببیت قتل خطاء ہی ہے، کیونکہ قتلِ عمد کے سوا، بلا ارادۂ جو قتل بھی واقع ہوتے ہیں ان میں مجرم کے فعل میں کوئی نہ کوئی خطاء مزید ہوتی ہے، اور وہ قتل کا ارادہ بھی نہیں رکھتا۔

اس کا حکم | جو فقہاء قتل بالسببیت کے قائل ہیں ان کے نزدیک اس کی سزا یہ ہے کہ قاتل پر دیت واجب ہوگی کیونکہ وہی قتل کا سبب بنا اور اپنے فعل میں اس نے جائز حدود سے تجاوز کیا۔ لیکن اس میں نہ کفارہ واجب ہے اور نہ مجرم میراثِ مقتول سے محروم ہوگا۔ کیونکہ اس میں مجرم کے فعل اور قتل کے درمیان تعلق براہِ راست نہیں ہے۔ اور جو فقہاء اسے قتلِ خطاء کی ایک قسم سمجھتے ہیں ان کے نزدیک اس کے

---

[1] الاحکام العامۃ فی قانون العقوبات، ڈاکٹر سعید مصطفیٰ سعید، طبع ۱۳۷۱ھ مطابق ۱۹۵۲ء ص ۳۹۴ اور اس کے بعد۔

احکام وہی ہیں جو قتلِ خطا کے ہیں[1]۔

---

[1] شرح الکنز، زیلعی، ج ۶ ص ۱۰۱ اور ۱۰۲۔ لکھتے ہیں "قتل بالسببیت کی سزا قاتل کے عاقلہ پر دیت ہے۔ اور کفارہ واجب نہیں" — ص ۱۰۲ پر لکھتے ہیں: "دیت اس لیے واجب ہے کہ وہ ہلاکت کا سبب بنا اور فعل میں جائز حدود سے تجاوز کیا۔ چونکہ وہ براہِ راست قاتل نہیں ہے اس لیے کفارہ واجب نہیں ہے"۔ یہ بھی لکھتے ہیں کہ قتل کی سب اقسام میں قاتل مقتول کی وراثت سے محروم ہو جاتا ہے مگر قتل بالسببیت اس سے مستثنیٰ ہے۔ اس میں امام شافعی مخالف رائے رکھتے ہیں۔ وہ اسے قتلِ خطا ہی کا حکم دیتے ہیں۔ الاحکام السلطانیہ الماوردی، ص ۲۲۰۔ الاحکام السلطانیہ، ابو یعلیٰ ص ۲۵۷، ۲۵۸ — نیز دیکھیے المغنی، ابن قدامہ، ج ۹ ص ۳۳۸ اور اس کے بعد، طبع ۱۳۴۸ھ۔

اعلان

ماہنامہ "ترجمان القرآن" کے حسبِ ذیل پرچوں کی ضرورت ہے۔ اگر کسی صاحب کے پاس برائے فروخت ہوں تو آگاہ فرمائیں۔

(۱)-	جلد ۵۱	عدد ۵ -		بابت فروری ۵۹ء
(۲)-	" ۵۶	" ۶	"	ستمبر ۶۱ء
(۳)-	" ۵۹	" ۴	"	جنوری ۶۳ء
(۴)	" ۴۳	" ۱ تا ۶	"	اکتوبر ۵۴ء تا مارچ ۵۵ء

پتہ

دفتر ترجمان القرآن، اچھرہ، لاہور